مستدلاتِ شرعیہ کی روشنی میں بیعت کاناقدانہ جائزہ

A Critical Review of Bai't in the Light of Sharia's Rulings

ڈاکٹر کریم داد*

Abstract:

Literally Bai't means solemn assurance to do something and absolute submission to one's commands. All the believers have declared to follow the commands of Allah Al-Mighty and act upon the guideline of His Holy Prophet (P.B.U.H). In the early days of Islam, every person intending to embrace Islam use to take an oath of obedience and loyalty to the orders given by the Prophet (P.B.U.H). The person gave his hand in the hands of the Prophet (P.B.U.H). Afterwards, this sort of oath was introduced in many kinds; one of them is "Bai't Islah or Bai't Al Tuba".

The Bai't is in accordance with the spirit of Islamic teachings. The scholars of Islam in majority have accepted its authenticity as discussed in the article under reference.

عہدِ رسالت میں اسلام قبول کرنے والے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں اپنا ہاتھ دے کر اسلامی عقائد واحکام پر چلنے کا عہد کرتے تھے۔ یہ مخصوص طریقہ بیعت کہلاتا ہے۔

بیعت کے شرعی طریقوں میں بیعت علی الہجرہ، بیعت علی الجہاد اور بیعت علی الاطاعہ معروف ومستند ہیں اور شرعی نصوص سے ثابت ہیں۔ مابعد کے زمانے میں بیعت کی ایک اور قسم متعارف کرائی گئی جس میں ایک عام شخص کسی عالم مصلح یا مرشد کے ہاتھ پر توبہ کرکے اس کے ساتھ یہ عہد کرتا ہے کہ آئندہ زندگی میں شریعت پر عمل کرے گا۔ اس کے لیے باقاعدہ اصلاحی سلسلے رائج ہوئے جن میں چار بہت مشہور ہیں۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔

بیعت کے اس نوع کے بارے میں رائے مختلف رہی ہے کہ یہ مشروع ہے یا نہیں؟اسی طرح اگر جائز ہے تو اس کی حیثیت کیا ہے؟فرض و واجب ہے یا سنت و مستحب۔اس مضمون میں اس مروجہ بیعت کی شرعی حیثیت تحقیقی انداز میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بیعت کا لغوی معنی:

بیعت لغت میں عہد و پیمان کو کہتے ہیں۔کیونکہ بیعت اور بیع کا مادہ ایک ہی ہے اور یہ دونوں باب مفاعلہ سے آتے ہیں۔جیسے بیع سے متعلق یہ روایت ہے:

المتبایعان بالخیارمالم یتفرقا[1]. "بیع کرنے والوں دونوں بائع و مشتری کو(مجلس عقد) سے الگ ہونے سے پہلے فسخ کا اختیار حاصل ہے۔"

اور جب اس سے بیعت ہو تو کہا جاتا ہے: تبایعوا علی الامر[2] "انہوں نے فلاں کام پر عہد کیا۔"

لسان العرب میں ہے کہ بیعت سے مراد عہد و پیمان ہے اور اس حدیث الاتبایعونی علی الاسلام[3] میں اس معنی پر استعمال ہوا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں:

المبایعة عبارةعن المعاهدة سمیت بذلک تشبیها بالمعاوضة المالیة[4]. "یعنی بیعت معاہدہ سے عبارت ہے کیونکہ جس طرح مالی معاوضہ (بیع وشراء) جانبین سے ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی عہد جانبین سے ہوتا ہے۔"

اصطلاحی معنی:

هو عبارة عن المعاقدة والمعاهدة کان کل واحد منهماباع ماعنده من صاحبه وأعطاءه خالصة نفسه وطاعته ودخیلة أمره[5].

"بیعت اس باہمی عقد اور عہد سے عبارت ہے جس میں ایک جو اس کے پاس ہو دوسرے کو دیتا ہے اور اس کی اطاعت اور تابعداری کو اخلاص نفس کے ساتھ لازم پکڑتا ہے۔"

بیعت اس باہمی معاہدے کا نام ہے جس میں ایک شخص کسی دوسرے شخص (صاحب طریقت) سے اپنی مطلق اطاعت اور حکم برداری کا عہد کرتا ہے اور اس کے بدلے روحانی فیض حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

شریعت کی کسی بات کے لئے لوگوں سے عہد لیا جائے خواہ یہ عہد پوری شریعت کے بارے میں ہو یا کسی خاص بات سے متعلق ہو۔ بیعت[۵] اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا پختہ وعدہ ہے جو اللہ والے کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے[۶]۔ان باتوں کاخلاصہ یہ ہوا کہ کوئی چیز کسی کو پیش کی جاتی ہے ,بدلے میں دوسری چیز لی جاتی ہے تو اس لین دین کو بیع کے نام سے پکارتے ہیں۔اسی طرح بندہ اپنے خیال سے تائب ہوتا ہے،اپنے اعضاء وجوارح کو بخوشی اور برضا ورغبت اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر کمر بستہ ہو جاتاہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرتاہے۔اس رجوع الی اللہ کو بیعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مروجہ بیعت (توبہ) کا تاریخی پس منظر:

نبی کریم ﷺ سے مختلف قسم کی بیعتیں ثابت ہیں ۔مگر صحابہ کرامؓ کے زمانے میں بیعت خلافت اور بیعت جہاد کے سوااور کسی بیعت کا ثبوت نہیں ملتا۔اصل بات یہ ہے کہ جو فعل نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو تو کسی اور سے نقل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ہاں خلفائے راشدین کے دور میں خلیفہ وقت کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ اس لئے بیعت نہ لیتے تھے کہ کہیں بیعت خلافت کا شبہ نہ پڑ جائے اور کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو جائے، چنانچہ صرف صحبت پر اکتفاء کیا جاتا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ بیعت خلافت میں بیعت توبہ شامل ہوتی تھی ۔جب خلفائے راشدین کا دور ختم ہوا اور خلافت کا معاملہ امور مملکت کے انتظام وانصرام اور نظم ونسق تک سمٹ کر رہ گیا تو سلف صالحین نے بیعت توبہ والی سنت کو زندہ کیا[۷]۔اس سلسلے میں سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا علیؓ سے ثابت ہیں کہ جس طرح خلافت سپرد فرمائی اسی طرح باطنی نعمت بھی منتقل فرمائی اور پھر یہ سلسلہ آگے بڑھا، دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ماصب الله فی صدری الا وقدصببته فی صدر أبی بکر[۸]. " اللہ نے میرے سینے میں جو کچھ ڈالا میں نے اسے ابو بکرؓ کے سینے میں ڈال دیا۔"

بیعت کا مقصد:

بیعت کا مقصد اصلاح نفس اور اتباع رسول ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے:

عبد الله بن عمر، يقول: كنا نبايع رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة، يقول لنا: «فيما استطعت»[۹].

"عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے ہم بات سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کرتے تو آپ ﷺ فرمایا کرتے جہاں تک تمہاری بساط میں ہو۔"

بیعت سے مقصود شریعت کے احکام پر عمل کرنا اور اصلاح نفس ہے۔اس سے ماوراء کوئی چیز نہیں ہے۔چنانچہ بیعت کا مقصد کشف و کرامت کا حصول ،ترک دنیا یا شریعت سے الگ تھلگ کوئی راستہ ڈھونڈنا نہیں ،بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کے حصول کا ایک ذریعہ اور سبب ہے جس میں مرشد اور مرید دونوں منہمک ہوتے ہیں۔

قرآن کریم اور بیعت توبہ:

بیعت کے جائز ہونے کے بارے میں درج ذیل آیات بطورِ ثبوت پیش کئے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

1۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا".

"اور ہم نے پیغمبر بھی بھیجا ہے اسی لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم بنایا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور پیغمبر بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو اللہ کو معاف کرنے والے پاتے۔اس آیت میں (فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ) (وہ اللہ سے اسغفار کرتے) کے ساتھ (وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ) (ان کے لئے رسول اللہ ﷺ بھی استغفار کرتے ہیں) اور آخر میں فرمایا (لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا) (یہ پاتے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا)۔"

نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کرنے کا فائدہ یہ تھا کہ نبی رحمت ﷺ بھی ان کے لئے استغفار کریں اور اس طرح ان کے گناہوں کی بخشش ہو جائے۔اسی بیعت توبہ کا نام آج بیعت طریقت ہے۔

2۔ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ".

"اے نبی! جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ در حقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ پھر جو شخص عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس پر اس نے اللہ سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔"

3۔ بیعت رضوان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا[۱۲].

"اے پیغمبر! جب مومن تم سے اس درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو اللہ ان سے خوش ہوا اور جو صدق وخلوص ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تو ان پر تسکین نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت کی۔"

4 - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ[۱۳]

"اے پیغمبر! جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ نہ اللہ کے ساتھ شرک کریں گی، نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان باندھ لائیں گی اور نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگو۔ بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔"

احادیث مبارکہ اور بیعت توبہ:

۱. سمعت أنسا رضي الله عنه، يقول: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الخندق، فإذا المهاجرون، والأنصار يحفرون في غداة باردة، فلم يكن لهم عبيد يعملون ذلك لهم، فلما رأى ما بهم من النصب والجوع، قال:

«اللهم إن العيش عيش الآخره، فاغفر للأنصار والمهاجره» فقالوا مجيبين له:

نحن الذين بايعوا محمدا　　على الجهاد ما بقينا أبدا "[۱۴]."

"انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ٹھنڈی صبح کو نکلے اور مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! بہتر خیر تو آخرت والی ہے۔ لہٰذا انصار اور مہاجرین کو معاف فرمادیں۔ تو انہوں نے جواب میں کہا:

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کی بیعت کی ہے۔ جب تک رہیں گے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔"

اس حدیث میں صراحۃ بیعت علی الجہاد کا ذکر ہے۔

۲. حديث عبادة ما أخرجه احمد أنه جرت له قصة مع أبی هريرة عند معاوية بالشام فقال يا أباهريرة انک لم تكن معنا إذ بايعنا رسول الله على السمع والطاعة فی النشاط والكسل وعلى الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر وعلى ان نقول بالحق ولا نخاف لومة لائم وعلى أن ننصر رسول الله اذاقدم علينايثرب فمنعه ممانمنع منه انفسنا وازواجنا وابنائناولناالجنة فهذا بيعة رسول الله بايعناه عليها[۱۵].

"حدیث عبادہ جسے امام احمدؒ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ اس کی سیدنا ابو ہریرہؓ کے ساتھ سیدنا معاویہؓ کے سامنے شام میں گفتگو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہؓ! آپ ہمارے ساتھ نہیں تھے جب ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی (احکام) سننے اور اطاعت کرنے پر (ہر حال میں) چستی و سستی میں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر اور اس بات پر کہ ہم حق کہیں گے اور کبھی ملامت کنندہ کی ملامت سے نہیں ڈریں گے اور اس پر کہ ہم نبی کریم ﷺ کی نصرت ومدد کریں گے جب کہ وہ یثرب میں تشریف فرما ہوں پس ہم ان سے دور کریں گے اس چیز کو جس سے ہم اپنی جانوں اور اپنی بیویوں اور بیٹوں کو دور کرتے ہیں اور ہمارے لئے جنت ہو گی۔ پس یہ نبی کریم ﷺ کی وہ بیعت ہے جس پر ہم نے بیعت کی ہے۔"

۳. عن أبی مسلم الخولانی قال حدثنی الحبيب الامين اماهو الی الحبيب واما هوعندی فامين عوف بن مالک قال كنا عند رسول الله سبعة او ثمانية أو تسعة فقال ألا تبايعون رسول الله!؟ وكنا حديث عهد ببيعة قلنا قد

بایعناک حتیٰ قالھا ثلاثا فبسطنا أیدینا فبایعناہ فقال قائل یا رسول اللہ! انا قدبایعنک فعلام نبایعک قال أن تعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وتصلوا الصلوٰات الخمس وتسمعوا وتطیعوا واسر کلمۃ خفیفہ قال ولا تسالوا شیئا قال فلقد کان بعض اولئک النفر یسقط سوطہ فمایسئل احدا ان یناولہ إیاہ[16].

"سیدنا عوف بن مالکؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نو، آٹھ یا سات آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے۔ ہم نے ہاتھ پھیلائے اور عرض کیا کہ کس امر پر آپ کی بیعت کریں یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان امور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور ان کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو اور ایک بات آہستہ فرمائی وہ یہ کہ لوگوں سے کچھ مت مانگو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات میں سے بعض کی یہ حالت دیکھی کہ اتفاقاً چابک گر پڑا تو وہ بھی کسی سے نہیں مانگتے کہ اٹھا کر دے دیں۔"

۴.　عن جریر بن عبداللہ قال بایعت رسول اللہ علی إقام الصلوۃ وإیتاء الزکوۃ والنصح لکل مسلم[17].

"جریر بن عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کی بات سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی۔ پس آپ نے مجھے تلقین فرمائی کہ جہاں تک ہوسکے مسلمانوں کی خیر خواہی کرتا رہوں۔"

ان آیات اور احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیعت علی الایمان اور بیعت علی الاسلام کے علاوہ تمسک بالکتاب والسنۃ، شرک وبدعت سے اجتناب، اعمال حسنہ واسلامی ارکان کو صحیح معنوں میں ادا کرنے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، صبر واستقامت پر عمل پیرا ہونے، تقوی اختیار کرنے اور فسق وفجور سے احتراز کرنے، پچھلے گناہوں سے توبہ اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا عزم کرنے وغیرہ امور پر بیعت فرمائی ہے۔

اقسام بیعت:

بیعت کی جن اقسام کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے ان کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

۱. بیعت اسلام:

جب کوئی شرک وکفر سے بیزار ہو کر دین اسلام میں داخل ہونا چاہتا تھا تو نبی اکرم ﷺ ان سے بیعت لیتے تھے۔ جیسے احادیث میں آیا ہے:

عن جابر بن عبد الله أن أعرابيا بايع رسول الله ﷺ فأصاب الأعرابى وعك بالمدينة فأتى الأعرابى إلى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله أقلنى بيعتى فأبى رسول الله ﷺ ثم جاءه فقال أقلنى بيعتى فأبى ثم جاءه فقال أقلنى بيعتى فأبى فخرج الأعرابى فقال رسول الله ﷺ انما المدينة كالكير تنفى خبثهاويصنع طيبها[۱۸].

"جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی۔ چنانچہ اسے مدینہ میں بخار آنے لگا تو آکر آپ ﷺ سے کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ میری بیعت واپس کر دیجیے تو آپ نے انکار فرمایا۔ پھر اعرابی باہر نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک مدینہ طیبہ بھٹی کی طرح ہے جو گندگی کو نکالتی اور پاکیزگی کو رہنے دیتی ہے۔"

اس کے علاوہ کئی روایات سے ثابت ہے کہ ہجرت سے قبل حج کے موقع پر مدینہ طیبہ کے لوگوں نے حاضر ہو کر آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، جو بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ سے مشہور ہیں۔

۲. ہجرت پر بیعت:

مکہ مکرمہ میں جب مسلمانوں کی زندگی اجیرن ہو گئی اور مسلمان کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ گئے تو انھوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ آپ ﷺ نے اس پر بھی مسلمانوں سے بیعت لی تھی اس کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔

عن جابر قال جاء عبد فبايع النبى ﷺعلى الهجرة ولم يشعر أنه عبد فجاء سيده يريده فقال له النبى ﷺ بعه فاشتراه بعبدين اسودين ثم لم يبايع احدابعد حتى يسئله اعبد هو[۱۹].

"سیدنا جابرؓ نے فرمایا کہ ایک غلام نے آکر نبی کریم ﷺ سے ہجرت پر بیعت کی اور یہ معلوم نہ ہوا کہ غلام ہے۔ اسے لے جانے کے لئے اس کا مالک آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے

فرمایا کہ یہ میرے ہاتھ بیچ دو۔ پس آپ ﷺ نے اسے دو کالے غلاموں کے بدلے خرید لیا اور اس کے بعد کسی سے بیعت نہیں لیتے یہاں تک کہ اس سے پوچھ لیتے کہ غلام ہے یا آزاد۔"

۳. جہاد پر بیعت:

رسول کریم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرامؓ سے عہد لیا تھا کہ اگر لڑائی کی نوبت آئی تو میدان سے پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک زندہ رہیں, دشمن کا مقابلہ کرتے رہیں گے جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ[20]. "اے پیغمبر! جب مومن تم سے اس درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو اللہ ان سے خوش ہوا۔"

حدیث مبارک میں آیا ہے۔

حدثني مجاشع بن مسعود السلمي، قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم أبايعه على الهجرة، فقال: «إن الهجرة قد مضت لأهلها، ولكن على الإسلام والجهاد والخير»[21].

"مجاشع بن مسعود اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا کہ میں ہجرت پر بیعت کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت تو اہل ہجرت کے لیے ہو چکی (یعنی اب ہجرت نہیں رہی) البتہ اسلام، جہاد اور بھلائی پر بیعت ہو سکتی ہے۔"

۴. بیعت خلافت:

بیعت خلافت پر آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء، كلما هلك نبي خلفه نبي، وإنه لا نبي بعدي، وسيكون خلفاء فيكثرون» قالوا: فما تأمرنا؟ قال: «فوا ببيعة الأول فالأول، أعطوهم حقهم، فإن الله سائلهم عما استرعاهم»[22].

"بنی اسرائیل کی سیادت انبیاءؑ سنبھالتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا جب کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، عنقریب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ پہلے کی بیعت پوری کروں۔ پہلا ہی پہلا ہے انہیں ان کا حق دو اور جنہیں ان کی رعایا نے بنایا ہے ان کے متعلق اللہ پوچھنے والا ہے۔"

۵. بیعت تقویٰ (توبہ):

بعض اوقات نبی کریم ﷺ امت کی تعلیم کے لئے صحابہ کرامؓ سے گناہوں کے نہ کرنے کی بیعت لیتے تھے۔ جیساکہ صحیح بخاری اور مسلم میں سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال، وحوله عصابة من أصحابه: «بايعوني على أن لا تشركوا بالله شيئا، ولا تسرقوا، ولا تزنوا، ولا تقتلوا أولادكم [ص:۱۳]، ولا تأتوا ببهتان تفترونه بين أيديكم وأرجلكم، ولا تعصوا في معروف، فمن وفى منكم فأجره على الله، ومن أصاب من ذلك شيئا فعوقب في الدنيا فهو كفارة له، ومن أصاب من ذلك شيئا ثم ستره الله فهو إلى الله، إن شاء عفا عنه وإن شاء عاقبه» فبايعناه على ذلك[۲۳].

"سیدنا عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے اس وقت کچھ فرمایا جب کہ آپ کے پاس صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی ۔آپ ﷺ نے فرمایا میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کروگے، نہ زنا کا ارتکاب کروگے، نہ اپنی اولاد کو قتل کروگے، نہ ایسی بہتان طرازی کروگے جس کو تم اپنے ہاتھ اور پیروں کے ساتھ متعلق کر رکھا ہے یعنی اپنی ذات کے ساتھ متعلق کیا ہے اور نہ نیک کاموں کے کرنے میں نافرمانی کا اظہار کروگے پس جو اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ کے یہاں ہے لیکن اگر کسی نے دنیا میں ایسے عمل کا ارتکاب کیا تو دنیا میں سزایاب ہوگا اور یہ سزا اس کے لئے عاقبت میں کفارہ ہوگی اور اگر کسی نے دنیا میں کوئی ایسا عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو وہ اللہ کے ذمہ ہے وہ چاہے تو اس بندہ کو عذاب دیں یا معاف فرمادے اور ہم نے انہیں باتوں پر رسول کریم ﷺ کی بیعت کی۔"

اس حدیث میں (وحوله عصابة) یعنی ان کے گرد صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت موجود تھی۔ یہاں صحابہؓ کا لفظ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو بیعت اسلام سے پہلے ہی مشرف ہو چکے تھے ان کے دل ایمان کی دولت سے مالامال ہو چکے تھے۔ رحمۃ للعالمین کی نظر رحمت نے ان کو روحانیت کی ان بلندیوں تک پہنچادیا تھا کہ امت کے اولیاء ان کے مرتبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ ان صحابہ کرامؓ سے بیعت توبہ لی گئی تھی۔

درج ذیل حدیث سے اس استدلال کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتو ا ببھتان تفترونہ بین أیدیکم وأرجلکم ولا تعصوا فی معروف

اس میں کبائر سے اجتناب کا ذکر ہے اور کبائر سے اجتناب کا نام ہی بیعت توبہ ہے۔

بیعت توبہ کے طریقے:

بیعت (توبہ) جو صوفیاء کے ہاں متوارث ہے وہ کئی طریقوں پر ہے۔

- ✓ پہلا طریقہء بیعت معاصی سے توبہ ہے۔
- ✓ دوسرا طریقہء بیعت تبرک ہے۔ یعنی بقصد برکت صالحین کے سلسلہ میں داخلہ ہونا ہے، جو بمنزلہ سلسلہء اسناد حدیث ہے۔
- ✓ تیسرا طریقہٗ بیعت عزیمت ہے۔ یعنی عزم مصمم کرنا، امر الٰہی کے امتثال اور مناہی کے ترک کرنے کی بیعت کرنا۔

پہلے دونوں طریقوں میں بیعت کرنا عبادت ہے اور تیسرے طریقے میں بیعت عبارت ہے ہجرت، مجاہدہ اور ریاضت و تقویٰ پر ثابت قدم رہنے سے"[۲۴]۔

بیعت کی شرعی حیثیت/حکم:

مولانا اشرف علی تھانویؒ شاہ ولی اللہؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بیعت سنت ہے اس لئے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور اقدس ﷺ سے بیعت کی اور اس کے ذریعہ سے اللہ کا قرب حاصل کیا اور کوئی دلیل اس پر نہیں ہے کہ بیعت نہ کرنے والا گناہ گار ہوگا اور نہ ہی آئمہ میں سے کسی نے تارک بیعت پر نکیر فرمائی[۲۵]۔

اس عبارت کو دیکھ کر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہاں سنت بمعنی مستحب ہے، اور سنت بمعنی مستحب استعمال ہوتی ہے جیسا کہ اس عبارت میں مذکور ہے:

ویستحب للمتوضی أن ینوی الطھارۃ فالنیۃ فی الوضوءسنۃ عندنا[۲۶].

مزید اس کی وضاحت میں لکھا ہے کہ مستحب اعم ہے سنت سے (یستحب اعم من السنۃ) اور عام وخاص کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے۔ جہاں یہ نسبت ہوتی ہے وہاں دونوں (عام اور خاص) جمع ہو سکتے ہیں، کیونکہ ان میں دو مادے ہوتے ہیں اجتماعی اور افتراقی۔ یعنی ایک صورت میں یہ دونوں (سنت اور مستحب) جمع ہو سکتے ہیں یہ اجتماعی مادہ ہوا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں جمع نہ ہوں۔

سنت بمعنی استحباب ہے کیونکہ آپ آخر میں لکھتے ہیں کہ کسی امام نے تارک بیعت پر نکیر نہیں فرمائی ہےاور یہی تعریف مستحب کی ہے:

المستحب مایثاب علی فعله ولا یعاقب ولا یلام علی ترکه ۲۷والسنة ما فی فعله ثواب وفی ترکه ملامة وعتاب ولا یعاقب[۲۸].

تو مستحب کے کرنے پر ثواب ملتا ہے لیکن ترک پر کوئی ملامت نہیں ہے اور سنت کے ترک پر ملامت ہوتی ہے۔تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ بیعت کرنا مستحب ہے نہ کہ سنت۔

آج کل بعض حضرات مروجہ بیعت سے انکار کرتے ہیں۔انہیں مذکور آیات کے عموم کو دیکھنا چاہیے۔اسی طرح نبی کریم ﷺ کے احادیث مبارکہ پر بھی توجہ دینی ہوگی۔ کیونکہ جس طرح احادیث میں بیعت اسلام ،جہاد ،خلافت اور ہجرت کا ذکر ہے تو اسی طرح ان میں بیعت تقویٰ (توبہ) کا بھی ذکر ہے۔اس حدیث مذکور میں تو خیر کا لفظ صراحتاً آیا ہے:

حدثنی مجاشع بن مسعود اسلمی قال اتیت النبی أبایعه علی الهجرة فقال: إن الهجرة قد مضت ولکن الاسلام والجهاد و الخیر[۲۹]

اس حدیث میں خیر کا لفظ آیا ہے جو ہر قسم بھلائی کو شامل ہے تو کسی نیک اور ولی اللہ سے تعلق رکھ کر اصلاح نفس کرانے میں کونسی برائی ہے۔

نتائج:

دور نبوی سے بیعت اسلام ،بیعت جہاد، بیعت اطاعت اور بیعت خیر کا اثبات ہوتا ہے۔دور صحابہ میں بیعت خلافت کی حفاظت کے لئے باقی تمام بیعتوں سے احتراز کیا جاتا تھا۔بعد کے ادوار میں شریعت کی روح کو مد نظر رکھ کر عوام کے لیے بنابر مصلحت بیعت خیر و توبہ کی ترویج ہوئی،جو آج تک مختلف سلسلوں کی شکل میں جاری ہے۔بیعت توبہ کے ذریعے گناہوں سے بچنے اور نیکی اختیار کرنے کا عہد کیا جاتا ہے جو مقصود بالذات ہے اور بیعت اس کا ذریعہ اور سبب ہے۔لہٰذا بیعت مروجہ کو اعتقاداً لازم نہ سمجھا جائے۔البتہ مقاصد تک پہنچنے کے لیے اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔اس سے انکار کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

[۱] سنن ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی خیار المتبایعین، رقم ۳۴۵۶،المکتبۃ العصریۃ، صیدا–بیروت، (س-ن)

[۲] محمد بن محمد، تاج العروس من جواھر القاموس ۲۰: ۳۷۰، دارالہدایۃ، (س-ن)

[۳] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب ۸: ۲۶، دارصادر بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۱۴ھ

[۴] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱: ۶۴، دارالمعرفۃ بیروت، ۱۳۷۹ء

[۵] لسان العرب ۸: ۲۶

[۶] عالم فقری، اللہ سے دوستی، ص ۶۷، ممتاز اکیڈمی، لاہور، (س-ن)

[۷] مولانا احسان الکریم، بیعت کی ضرورت وفضیلت، ص ۱۵۸، فاروقی کتب خانہ پشاور، (س-ن)

[۸] نظام الدین، حسن بن محمد، غرائب القرآن ورغائب الفرقان ۳: ۴۷۱، دارلکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۶ھ

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد محمد طاہر بن علی ہندی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ (محمد طاہر بن علی، تذکرہ الموضوعات ۳: ۹۱، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، ۱۳۴۳ھ)

اسی طرح محمد بن علی شوکانیؒ نے الفوائد المجموعہ میں لکھا ہے: ذکرہ صاحب الخلاصۃ وقال موضوع (محمد بن علی شوکانی، الفوائد المجموعۃ ۱: ۳۳۵، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، (س-ن))

[۹] القشیری مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ فیما استطاع، رقم ۱۸۶۷، داراحیاء التراث العربی، بیروت، (س-ن)

[۱۰] سورۃ النساء ۴: ۶۳

[۱۱] سورۃ الفتح ۴۸: ۱۰

[۱۲] سورۃ الفتح ۴۸: ۱۸

[۱۳] سورۃ الممتحنہ ۶۰: ۱۲

[۱۴] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب، رقم ۴۰۹۹، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

[۱۵] ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عوف بن مالک الاشجعی الانصاری، رقم ۲۲۷۶۹، موسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۲۱ھ

[۱۶] سنن ابوداود، رقم ۱۶۴۲

[۱۷] صحیح بخاری، باب البیعۃ علی اقام الصلوۃ، رقم ۵۲۴

[۱۸] صحیح بخاری، باب من بایع ثم استقال البیعۃ، رقم ۷۲۱۱

[۱۹] صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب جواز بیع الحیوان بالحیوان من جنسہ متفاضلا، رقم ۱۶۰۳

[۲۰] سورۃ الفتح ۴۸ : ۱۸

[۲۱] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ علی الاسلام، رقم ۱۸۶۳

[۲۲] صحیح بخاری، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، رقم ۳۴۵۵

[۲۳] صحیح بخاری، باب علامۃ الایمان حب الانصار، رقم ۱۸

[۲۴] مولانا محمد زکریا، شریعت و طریقت کا تلازم، ص ۱۲۲، مکتبۃ الشیخ کراچی (س۔ن)

[۲۵] شریعت و طریقت کا تلازم: ۱۲۱

[۲۶] برہان الدین، علی بن ابی بکر المرغینانی، الہدایۃ، ۱: ۲۲، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور (س۔ن)

[۲۷] حاشیۃ ہدایہ لمولانا عبدالحیی لکھنوی، ۱: ۲۲

[۲۸] قاسم بن عبد اللہ القونوی، انیس الفقہاء فی تعریفات الالفاظ المتداولۃ بین الفقہاء ۱: ۳۳، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ: ۱۴۲۴ھ

[۲۹] صحیح مسلم، باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ علی الاسلام، رقم ۸۳